ایک شخص نے اذان دی، تو دوسرے کا اقامت کہنا کیسا؟

ریفرنس نمبر: SAR-7643

تاریخ: 15.12.2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے اذان دی اور خود کہیں چلا گیا، تو کوئی دوسرا شخص تکبیرِ اقامت کہہ سکتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

جو شخص اذان دے تکبیرِ اقامت کہنا بھی اسی کا حق ہے، مؤذن کے موجود ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے شخص کا تکبیرِ اقامت کہنا، مکروہ یعنی ناپسندیدہ ہے، جبکہ اس سے مؤذن کو ناگوار گزرتا ہو، لیکن اگر کوئی دوسرا شخص مؤذن کی اجازت سے اقامت کہے، یا بغیر اجازت کے کہے اور اس سے مؤذن کو ناگوار محسوس نہ ہو، یا اذان دینے والا موجود ہی نہ ہو، تو دوسرے شخص کا تکبیرِ اقامت کہنا بلا کراہت جائز ہے۔

یاد رہے! جس نے نماز نہیں پڑھی، وہ مؤذن ہو خواہ کوئی اور شخص، اُسے نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد بلا ضرورت مسجد سے نکلنا مکروہ تحریمی، ناجائز و گناہ ہے، ہاں ضرورت ہو، مثلاً کسی دوسری مسجد کا امام یا منتظم ہے یا استنجے وغیرہ کی حاجت ہے یا ضرورت تو نہیں، لیکن جماعت تک واپس آنے کا ارادہ ہو، تب بھی جا سکتا ہے۔

تکبیرِ اقامت مؤذن کا حق ہے، چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے: ”عن زياد بن الحارث الصدائي، قال: أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أؤذن في صلاة الفجر، فأذنت، فأراد بلال أن يقيم، فقال: رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أخا صداء قد أذن، ومن أذن فهو يقيم“ ترجمہ: حضرت زیاد بن حارث صدائی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ نمازِ فجر میں رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھے اَذان کہنے کا حکم دیا، میں نے اَذان کہی، حضرت بلال رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے اِقامت کہنا چاہی، تو آپ

صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: صدائی نے اَذان کہی اور جو اَذان دے، وہی اِقامت کہے۔
(جامع الترمذي، كتاب الصلاة، باب ما جاء أن من أذن فهو يقيم، جلد1، صفحه 148، مطبوعه لاهور)

مذکورہ بالا حدیثِ پاک کے تحت المفاتیح شرح مصابیح میں ہے:"يعني: الاقامة حقّ من أذّن، ويكره أن يقيم غير من أذّن إلا برضاه" ترجمہ: یعنی اقامت کہنا اسی کا حق ہے جس نے اذان دی، دوسرے شخص کا مؤذن کی اجازت کے بغیر اقامت کہنا مکروہ ہے۔
(المفاتيح في شرح المصابيح، كتاب الصلاة، باب الاذان، جلد2، صفحه 44، مطبوعه دار النوادر، الكويتيه)

اور تنویر الابصار مع درمختار میں ہے:"(أقام غير من أذن بغيبته) أي المؤذن (لا يكره مطلقاً)، وإن بحضوره كره إن لحقه وحشة" ترجمہ: مؤذن کی عدم موجودگی میں کسی اور شخص کا اقامت کہنا مطلقاً مکروہ نہیں ہے، ہاں اگر مؤذن موجود ہو اور اسے ناگوار بھی گزرے گا، تو کسی اور کا اقامت کہنا مکروہ ہے۔
(تنوير الابصار مع درمختار، كتاب الصلاة، باب الاذان، جلد2، صفحه 79، مطبوعه كوئٹه)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:"والأفضل أن يكون المؤذن هو المقيم، كذا في الكافي، وإن أذن رجل وأقام آخر، إن غاب الأول جاز من غير كراهة، وإن كان حاضراً ويلحقه الوحشة بإقامة غيره يكره، وإن رضي به لا يكره" ترجمہ: افضل یہی ہے کہ مؤذن ہی اقامت کہے، یونہی کافی میں ہے اور اگر ایک شخص اذان دے اور دوسرا اقامت کہے، تو اگر پہلا شخص (یعنی مؤذن) موجود نہ ہو، تو بلا کراہت جائز ہے اور اگر پہلا شخص (یعنی مؤذن) موجود ہو اور اسے ناگوار بھی محسوس ہو، تو دوسرے کا اقامت کہنا مکروہ ہے اور اگر مؤذن راضی ہو، تو مکروہ بھی نہیں۔
(الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الاول فى صفة الاذان، جلد1، صفحه 54، مطبوعه كوئٹه)

شیخ الاسلام و المسلمین اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ / 1921ء) لکھتے ہیں:"اگر مؤذن موجود ہے، تو اس کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا تکبیر نہ کہے اور امام کے لیے بھی مناسب نہیں کہ شرعی عذر کے بغیر کسی دوسرے کو تکبیر کے لیے کہے، شرعی عذر، مثلاً: اس

کی اقامت لحن پر مشتمل ہو، اجازت مؤذن کے بغیر اقامت کہنا مناسب نہیں کہ شاید وہ اسے ناپسند کرتا ہو۔"

(فتاویٰ رضویہ، کتاب الصلوٰۃ، جلد 5، صفحہ 418، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1367ھ / 1947ء) لکھتے ہیں: "جس نے اَذان کہی، اگر موجود نہیں، تو جو چاہے اِقامت کہہ لے اور بہتر امام ہے اور مؤذن موجود ہے، تو اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے کہ یہ اسی کا حق ہے اور اگر بے اجازت کہی اور مؤذن کو ناگوار ہو، تو مکروہ ہے۔"

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 470، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کے متعلق امامِ اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں:

"مسجد سے بے نماز پڑھے باہر جانا دو شرط سے ممنوع ہے۔ ایک یہ کہ وہ خروج بے حاجت ہو ورنہ بلاشبہ جائز ہے، مثلاً: جس شخص کی ذات سے دوسری مسجد کی جماعت کا انتظام وابستہ ہے، وہ بعد اذان بلکہ خاص اقامت ہوتے وقت باہر جاسکتا ہے، یونہی جسے دوسری مسجد میں بعد نماز دینی سبق پڑھنا یا سنی عالم کا وعظ سننا ہو اسی طرح پیشاب یا استنجے یا وضو کی حاجتیں۔ دوسرے یہ کہ شروع جماعت تک واپسی کا ارادہ نہ ہو ورنہ مضائقہ نہیں، اگرچہ بے ضرورت ہی سہی۔"

(فتاویٰ رضویہ، کتاب الصلوٰۃ، جلد 7، صفحہ 450، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

10 جمادی الاولیٰ 1443ھ / 15 دسمبر 2021ء

دار الافتاء اہلسنت
daruliftaa@dawateislami.net

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے